بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفسیر ابن کثیر

تالیف

مفسر قرآن حضرت امام حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ متن

ضیاء الامت حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

مترجمین

علامہ محمد اکرم الازہری، علامہ محمد سعید الازہری
علامہ محمد الطاف حسین الازہری

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور کراچی پاکستان

تفسیر ابن کثیر جلد دوم

تالیف

مفسرِ قرآن حضرت امام حافظ عماد الدین ابنِ کثیر رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ متن

ضیاء الامت حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

مترجمین

علامہ محمد اکرم الازہری، علامہ محمد سعید الازہری
علامہ محمد الطاف حسین الازہری

زیرِ اہتمام: اِدارہ ضیاء المصنفین ٥ بھیرہ شریف

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور — کراچی — پاکستان

چاند کتاب محل ڈسکہ

نام کتاب	تفسیر ابن کثیر، جلد دوم
مفسر	حضرت امام حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ متن	ضیاء الامت حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ
مترجمین	علامہ محمد اکرم الازہری، علامہ محمد سعید الازہری
	علامہ محمد الطاف حسین الازہری
	من علماء دار العلوم محمدیہ غوثیہ، بھیرہ شریف
زیر نگرانی	قاری اشفاق احمد خان، محمد انور سعید
اشاعت	اپریل 2004ء
تعداد	ایک ہزار
ناشر	ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
کمپیوٹر کوڈ	1Z385

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔ فون: 7221953 فیکس:۔ 042-7238010

9۔ الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ فون: 7225085-7247350

14۔ انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون: 021-2630411-221201۔ فیکس:۔ 021-2210212

e-mail:- sales@zia-ul-quran.com

zquran@brain.net.pk

Visit our website:- www.zia-ul-quran.com

زیاد بن لبید نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! علم کیسے چلا جائے گا حالانکہ ہم قرآن پڑھتے ہیں، اپنے بچوں کو پڑھا رہے ہیں اور وہ قیامت تک اپنے بچوں کو پڑھاتے رہیں گے، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابن لبید! تمہاری ماں تجھے روئے، میں تمہیں تمام اہل مدینہ سے زیادہ سمجھدار جانتا تھا۔ کیا یہود و نصاریٰ تورات اور انجیل نہیں پڑھتے لیکن ان سے وہ فائدہ نہیں اٹھاتے'' (1)۔ مِنۡهُمۡ اُمَّةٌ مُّقۡتَصِدَةٌ ؕ وَكَثِيۡرٌ مِّنۡهُمۡ سَآءَ مَا يَعۡمَلُوۡنَ یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی طرح ہے: وَمِنۡ قَوۡمِ مُوۡسٰٓى اُمَّةٌ يَّهۡدُوۡنَ بِالۡحَـقِّ وَبِهٖ يَعۡدِلُوۡنَ (الاعراف: 159) ''اور موسیٰ علیہ السلام کی قوم سے ایک گروہ ہے جو راہ بتاتا ہے حق کے ساتھ اور اسی حق کے ساتھ عدل کرتا ہے''۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیروکاروں کے متعلق فرمایا: فَاٰتَيۡنَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡهُمۡ اَجۡرَهُمۡ ۚ (الحدید: 27) ''پس ہم نے عطا فرمایا جو ان میں سے ایمان لے آئے تھے ان (کے حسن عمل اور حسن نیت) کا اجر''۔

اللہ تعالیٰ نے اوسط (درمیانہ) درجہ کو ان کا سب سے اعلیٰ درجہ قرار دیا حالانکہ یہ اس امت میں دوسرا (درمیانہ) درجہ ہے۔ اس سے اوپر اس امت کا تیسرا درجہ بھی ہے جو سابقین کا درجہ ہے جیسا کہ فرمایا: ثُمَّ اَوۡرَثۡنَا الۡكِتٰبَ الَّذِيۡنَ اصۡطَفَيۡنَا مِنۡ عِبَادِنَا ۚ فَمِنۡهُمۡ ظَالِمٌ لِّنَفۡسِهٖ ۚ وَمِنۡهُمۡ مُّقۡتَصِدٌ ۚ وَمِنۡهُمۡ سَابِقٌۢ بِالۡخَيۡرٰتِ بِاِذۡنِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الۡفَضۡلُ الۡكَبِيۡرُ ﴿۳۲﴾ جَنّٰتُ عَدۡنٍ يَّدۡخُلُوۡنَهَا (فاطر: 33-32) ''پھر ہم نے وارث بنایا اس کتاب کا ان کو جنہیں ہم نے چن لیا تھا اپنے بندوں سے۔ پس بعض ان میں سے اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ہیں اور بعض درمیانہ رو ہیں۔ اور بعض سبقت لے جانے والے ہیں نیکیوں میں اللہ کی توفیق سے۔ یہی (اللہ تعالیٰ کا) بہت بڑا فضل (وکرم) ہے۔ سدا بہار باغات! یہ ان میں داخل ہوں گے''۔

اس امت کی تینوں قسمیں جنت میں داخل ہوں گی۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''موسیٰ علیہ السلام کی امت اکہتر فرقوں میں بٹ گئی، ان میں سے ستر جہنم میں اور صرف ایک جنت میں جائے گا۔ عیسیٰ علیہ السلام کی امت بہتر گروہوں میں تقسیم ہوگئی، ان میں سے اکہتر دوزخی اور صرف ایک جنتی ہے، اور میری امت ان دونوں سے بڑھ جائے گی، ان میں سے صرف ایک (جماعت) جنت میں جائے گی، باقی بہتر (جماعتیں) دوزخ میں جائیں گی''۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ وہ کون ہیں؟ فرمایا: ''جماعتیں جماعتیں'' (2)۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب یہ حدیث بیان کرتے تو ساتھ یہ آیات بھی پڑھتے: وَلَوۡ اَنَّ اَهۡلَ الۡكِتٰبِ اٰمَنُوۡا وَاتَّقَوۡا ...... وَكَثِيۡرٌ مِّنۡهُمۡ سَآءَ مَا يَعۡمَلُوۡنَ اور یہ آیت بھی تلاوت کرتے: وَمِمَّنۡ خَلَقۡنَاۤ اُمَّةٌ يَّهۡدُوۡنَ بِالۡحَـقِّ وَبِهٖ يَعۡدِلُوۡنَ (الاعراف: 181) ''اور ان میں سے جنہیں ہم نے پیدا فرمایا ایک امت ہے جو راہ دکھاتی ہے حق کے ساتھ اور حق کے ساتھ ہی عدل و انصاف کرتی ہے''۔ اور اس سے مراد امت محمد ﷺ لیتے۔ لیکن اس سند سے یہ حدیث بہت غریب ہے اور الفاظ بھی غریب ہیں۔ ستر سے اوپر فرقوں میں بٹنے والی حدیث متعدد اسناد سے مروی ہے (3)۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ۔

يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوۡلُ بَلِّغۡ مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ مِنۡ رَّبِّكَ ؕ وَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلۡ فَمَا بَلَّغۡتَ رِسَالَتَهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَعۡصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۶۷﴾

''اے رسول! پہنچا دیجئے جو اتارا گیا ہے آپ کی طرف آپ کے پروردگار کی جانب سے اور اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو نہیں

1۔ سنن ابن ماجہ، ابواب الفتن، صفحہ 1344، مسند احمد، جلد 4، صفحہ 160-218-219

2۔ ابن مردویہ

3۔ دیکھئے تفسیر سورۂ آل عمران: 105

پہنچایا آپ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام اور اللہ تعالیٰ بچائے گا آپ کو لوگوں (کے شر) سے، یقیناً اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا کافروں کی قوم کو''۔

اللہ تعالیٰ اپنے پیارے بندے اور رسول حضرت محمد ﷺ کو رسالت کی صفت سے خطاب فرما رہا ہے اور تمام احکامات بندوں تک پہنچانے کا آپ کو حکم دے رہا ہے۔ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کی اور اپنے فرض منصبی کو خوب نبھایا۔ امام بخاری اس آیت کی تفسیر میں ایک روایت بیان کرتے ہیں جس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''جس نے تمہیں یہ بتایا کہ محمد (ﷺ) نے اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ کسی حکم کو چھپایا ہے تو وہ جھوٹا ہے''(1)۔ پھر اسی آیت کی تلاوت کی۔ اس مقام پر انہوں نے اختصار کے ساتھ روایت کی ہے اور مقامات پر مفصل روایت ہے۔ اسی طرح مسلم، ترمذی اور نسائی نے بھی اس کی روایت کی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے، فرماتی ہیں کہ اگر حضرت محمد ﷺ قرآن کریم میں سے کچھ چھپاتے تو اس آیت کو چھپاتے: وَتُخْفِیْ فِیْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِیْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ؕ (الاحزاب:37)'' اور آپ مخفی رکھے ہوئے تھے اپنے جی میں وہ بات جسے اللہ ظاہر فرمانے والا تھا اور آپ کو اندیشہ تھا لوگوں (کے طعن وتشنیع) کا، حالانکہ اللہ تعالیٰ زیادہ حقدار ہے کہ آپ اس سے ڈریں''(2)۔ ایک آدمی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو کچھ ایسی باتیں بتائی ہیں جو لوگوں سے مخفی رکھی تھیں۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھ کر فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں کسی مخصوص چیز کا وارث نہیں بنایا۔ یہ سند عمدہ ہے۔ اسی طرح کسی شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ کیا وحی میں سے کوئی چیز آپ کے پاس ہے جو قرآن میں نہ ہو؟ فرمایا: نہیں، قسم ہے اس ذات کی جس نے دانہ اگایا اور جانوں کو پیدا فرمایا! ہمارے پاس ایسی کوئی مخصوص چیز نہیں سوائے قرآن فہمی کے جو اللہ تعالیٰ کسی کو عطا فرما دیتا ہے اور جو کچھ اس صحیفہ میں ہے۔ اس نے پوچھا کہ اس صحیفہ میں کیا ہے؟ فرمایا: دیت اور قیدیوں کو چھوڑ دینے کے مسائل ہیں اور مزید یہ کہ کوئی مسلمان کافر کے بدلے میں قصاصاً قتل نہ کیا جائے(3)۔

صحیح بخاری میں امام زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رسالت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، اس کی تبلیغ کی ذمہ داری پیغمبر خدا ﷺ کے ذمے ہے اور ہمارے ذمہ اسے قبول کرنا اور اس کی اطاعت کرنا ہے(4)۔ آپ ﷺ کی امت گواہ ہے کہ آپ ﷺ نے رسالت کی تبلیغ کی اور امانت کو پوری طرح ادا کیا۔ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ نے اپنے خطبہ میں اس عظیم الشان بھری محفل میں صحابہ کرام سے اس کا اقرار کروایا اور سب کو گواہ بنایا۔ اس وقت تقریباً چالیس ہزار صحابہ کرام اس محفل میں موجود تھے جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث، جسے حضرت جابر بن عبداللہ نے روایت کیا ہے، اس میں رسول اللہ ﷺ نے اس دن اپنے خطبہ میں فرمایا: ''اے لوگو! تم سے (اللہ کے ہاں) میرے متعلق پوچھا جائے گا تو تم کیا کہو گے؟'' سب نے عرض کی کہ ہم گواہ ہیں کہ آپ ﷺ نے حق تبلیغ ادا کر دیا، امانت کو پہنچا دیا اور پوری خیر خواہی کی۔ آپ ﷺ اپنی انگلی آسمان کی طرف بلند کرتے اور پھر لوگوں کی طرف جھکا کر کہتے: ''اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ'' (یا اللہ! کیا میں نے پہنچا دیا ہے)(5)۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا: ''اے

1۔ فتح الباری، تفسیر سورہ مائدہ، جلد 8، صفحہ 275، صحیح مسلم، کتاب الایمان، صفحہ 159 وغیرہ
2۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، صفحہ 160
3۔ فتح الباری، کتاب العلم، جلد 1، صفحہ 204 وکتاب الدیات، جلد 12، صفحہ 246-260
4۔ فتح الباری، کتاب التوحید، جلد 13، صفحہ 503
5۔ صحیح مسلم، کتاب الحج، صفحہ 890

لوگو! آج کونسا دن ہے؟ صحابہ نے عرض کی: حرمت والا دن۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: یہ کونسا شہر ہے؟ عرض کی: حرمت والا شہر۔ پھر پوچھا: یہ کونسا مہینہ ہے؟ عرض کی: حرمت والا مہینہ۔ فرمایا: تمہارے مال، تمہارے خون اور تمہاری عزتیں تم پر ایسی ہی حرمت والی ہیں جس طرح اس دن کی حرمت اس شہر میں اور اس مہینے میں ہے۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار اسے دہرایا، پھر اپنی انگلی آسمان کی طرف بلند کرتے ہوئے کئی مرتبہ فرمایا: ''یا اللہ! کیا میں نے حق تبلیغ ادا کردیا۔'' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! یہ آپ کی اپنے رب کی طرف وصیت تھی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سنو، ہر حاضر غائب کو یہ (میرا) پیغام پہنچادو۔ میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو'' (1)۔

وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ اگر آپ نے میرا پیغام بندوں تک نہ پہنچایا تو آپ نے حق رسالت ادا ہی نہیں کیا۔ اگر ایسا ہوجاتا تو اس پر مرتب ہونے والی سزا بھی ظاہر تھی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کی یہ تفسیر بیان کرتے ہیں کہ اگر آپ نے کوئی ایک آیت بھی چھپالی تو تبلیغ کا حق ادا نہ کیا۔ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب یہ فرمان اترا: یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کی: اے پروردگار! میں یہ کیسے کرسکوں گا، میں تو تنہا ہوں، یہ لوگ مجھ پر پل پڑیں گے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ (2)۔

وَ اللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ آپ میرا پیغام پہنچائیں اور اپنا فرض منصبی دلجمعی اور بلاخوف وخطر ادا کریں، دشمنوں کے خلاف میں آپ کا محافظ اور حامی وناصر ہوں۔ آپ کسی چیز کا اندیشہ نہ رکھیں، کسی سے خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں، ان میں سے کوئی بھی آپ کو ذرا سی بھی گزند نہیں پہنچا سکتا۔ اس آیت کے نزول سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کچھ پہریدار ہوتے تھے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار رہے، میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں لیٹی ہوئی تھی۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا بات ہے؟ فرمایا: ''کاش کہ آج رات میرا کوئی سعادت مند صحابی میرا پہرہ دیتا۔'' اسی اثناء میں میں نے ہتھیار کی آواز سنی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ کون ہے؟'' جواب ملا: میں سعد بن مالک ہوں۔ فرمایا: کیسے آنا ہوا؟ عرض کی: یارسول اللہ! میں آپ کی چوکیداری کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم آرام سے سوگئے یہاں تک کہ مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خراٹوں کی آواز آنے لگی'' (3)۔ صحیحین میں یہ حدیث ایک اور سند سے مروی ہے (4)۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ یہ ہجرت کے بعد 6ھ کا واقعہ ہے۔ اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی ہوچکی تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس آیت وَ اللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ کے اترنے تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہرہ دیا جاتا رہا۔ جب یہ آیت اتری تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیمہ سے اپنا سر نکال کر چوکیداروں سے فرمایا: ''اے لوگو! جاؤ، اب اللہ تعالیٰ نے میری حفاظت کا ذمہ لے لیا ہے'' (5)۔

حضرت عصمہ بن مالک خطمی فرماتے ہیں کہ اس آیت کے اترنے تک ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چوکیداری کرتے رہے۔ جب یہ آیت اتری تو اس کی ضرورت نہ رہی۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم

1۔ فتح الباری، کتاب الحج، جلد 3، صفحہ 573، مسند احمد، جلد 1، صفحہ 230 2۔ تفسیر طبری، جلد 6، صفحہ 307

3۔ مسند احمد، جلد 6، صفحہ 140 4۔ فتح الباری، کتاب الجہاد، جلد 6، صفحہ 81، صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، صفحہ 1875

5۔ عارضۃ الاحوذی، تفسیر سورۂ مائدہ، جلد 11، صفحہ 174، مستدرک حاکم [کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 313

کے پہریداروں میں شامل تھے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے پہرہ دار ہٹا دیئے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ باہر نکلتے تو جناب ابوطالب آپ ﷺ کے ساتھ کوئی محافظ بھیجتے۔ جب مذکورہ آیت نازل ہوئی تو ایک دفعہ حسب معمول کسی کو ساتھ بھیجنے لگے تو آپ ﷺ نے فرمایا: چچا جان! اللہ تعالیٰ نے میری حفاظت کا ذمہ لے لیا ہے، اس لئے مجھے کسی محافظ کی ضرورت نہیں۔ یہ حدیث غریب اور منکر ہے۔ یہ آیت تو مدنی ہے اور یہ حدیث مکی ہے۔ اسی طرح کی ایک اور روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے(1)۔

یہ بھی اللہ تعالیٰ کی اپنے نبی ﷺ کی عصمت (حفاظت) ہی تھی کہ اس نے اہل مکہ، اس کے زعماء، حاسدین، معاندین اور اصحاب ثروت جو آپ ﷺ کے شدید دشمن تھے اور آپ ﷺ کو تکلیف پہنچانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے تھے، ان کی دست برد سے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو محفوظ رکھا، اپنی قدرت کاملہ اور حکمت عظیم سے آپ ﷺ کی حفاظت کے بہت سے اسباب اور ذرائع پیدا کر دیئے۔ آغاز اسلام میں جناب ابوطالب کے ذریعے آپ ﷺ کو محفوظ رکھا کیونکہ وہ قریش کے سردار اور صاحب اثر ورسوخ شخصیت تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں آپ ﷺ کی محبت ڈال دی۔ یہ محبت فطری تھی نہ کہ شرعی۔ اگر وہ اسلام لے آتے تو قریش کے کافر سرغنے ان پر بھی دست درازی کرتے۔ چونکہ ان کے اور قریش کے درمیان قدر مشترک (کفر) موجود تھی اس لئے وہ ان کا احترام کرتے اور ان سے ڈرتے۔ جب جناب ابوطالب کی وفات ہوگئی تو قریش آپ ﷺ کو پھر اذیت پہنچانے لگے، پھر اللہ تعالیٰ نے انصار کے دلوں میں آپ ﷺ کی محبت پیدا کردی۔ ان سعادت مندوں نے اسلام پر کاربند رہنے اور اس شرط پر آپ ﷺ کی بیعت کی کہ آپ ﷺ مدینہ تشریف لے آئیں گے۔ جب آپ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ شریف منتقل ہو گئے تو انصار نے ہر طرح سے آپ ﷺ کی حفاظت کی۔ جب کبھی بھی مشرکین اور اہل کتاب نے آپ ﷺ کو گزند پہنچانے کی سازش کی، اللہ تعالیٰ نے ان کی سازش کو ناکام بنا دیا اور ان کے برے منصوبوں کو ان کے منہ پر دے مارا۔ جیسا کہ یہود نے آپ ﷺ پر جادو کیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بچا لیا اور اس کے علاج کے لئے "**معوذتین**" (آخری دو سورتیں) نازل فرمادیں۔ جب انہوں نے خیبر میں بکری کے شانے کو زہر آلود کر دیا تھا تو اس وقت بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو بروقت مطلع کر کے محفوظ رکھا۔ اس قسم کے اور بھی متعدد واقعات ہیں جنہیں مفسرین نے اس آیت کے تحت ذکر کیا ہے۔ ان میں چند ایک یہ ہیں:۔

تفسیر ابن جریر میں ہے کہ حضرت محمد بن کعب قرظی وغیرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی مقام پر قیام کرتے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے لئے کوئی سایہ دار درخت منتخب کرتے جس کے نیچے آپ ﷺ دوپہر کے وقت قیلولہ کرتے۔ ایک مرتبہ ایک بدو آ گیا۔ (درخت کے ساتھ لٹکی ہوئی) آپ ﷺ کی تلوار اس نے کھینچ لی۔ پھر آپ ﷺ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟ فرمایا: اللہ عزوجل" اسی وقت بدو کا ہاتھ کانپنے لگا اور تلوار نیچے گر گئی۔ اس نے درخت کے ساتھ ٹکر ماری جس سے اس کا سر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور بھیجا ادھر ادھر بکھر گیا۔ اس وقت یہ آیت اتری(2)۔

ابن ابی حاتم ایک روایت بیان کرتے ہیں جو حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب غزوہ بنی انمار پیش آیا تو رسول اللہ ﷺ ذات الرقاع کے مقام پر کھجور کے باغ میں قیام پذیر ہوئے۔ آپ ﷺ ایک کنویں کی منڈیر پر پاؤں نیچے لٹکا کر بیٹھے ہوئے

1۔ معجم طبرانی کبیر، جلد 11، صفحہ 256-257
2۔ تفسیر طبری، جلد 6، صفحہ 308

تھے۔ بنونجار کا ایک شخص حارث کہنے لگا کہ میں محمد (ﷺ) کو ضرور قتل کر ڈالوں گا۔ اس کے ساتھیوں نے اسے کہا: وہ کیسے؟ وہ کہنے لگا کہ میں آپ ﷺ سے کسی بہانے آپ ﷺ کی تلوار لے لوں گا، جب آپ ﷺ مجھے تلوار دے دیں گے تو میں اپنا منصوبہ پایہ تکمیل کو پہنچا دوں گا۔ چنانچہ وہ یہ منصوبہ بنا کر حضور ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مجھے اپنی تلوار دیجئے میں اسے ذرا دیکھنا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے وہ تلوار اسے دے دی۔ پھر کیا تھا، اس کا ہاتھ کپکپی کا شکار ہو گیا اور تلوار نیچے آ گری تو رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تیرے اور تیرے برے ارادہ کے درمیان حائل ہو گیا''۔ اس وقت یہ آیت اتری۔ اس سند سے یہ حدیث غریب ہے۔ غورث بن حارث کا بھی قصہ مشہور ہے (1)۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوتے تو ہمارا یہ معمول تھا کہ جب کہیں قیام ہوتا تو ہم آپ ﷺ کے لئے گھنا سایہ دار درخت چھوڑ دیتے۔ آپ ﷺ اس کے نیچے ٹھہرتے ایک دن آپ ﷺ ایک درخت کے نیچے ٹھہرے اور اپنی تلوار لٹکا دی۔ ایک آدمی آیا اور تلوار لیکر کہنے لگا: یا محمد! آپ کو مجھ سے کون بچا سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے تم سے اللہ بچائے گا، تلوار رکھ دو''۔ اس نے تلوار نیچے رکھ دی۔ اس وقت یہ آیت اتری (2)۔

حضرت جعدہ بن خالد بن صمہ جشمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک موٹے آدمی کو دیکھا تو ہاتھ کے ساتھ اس کے پیٹ کی طرف اشارہ کر کے فرمانے لگے کہ ''اگر یہ کسی اور میں ہوتا تو تمہارے لئے بہتر تھا'' پھر ایک شخص کو پکڑ کر لایا گیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ یہ آپ ﷺ کو قتل کرنا چاہتا تھا وہ کانپنے لگا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ڈرو نہیں، اگر تو اس کا ارادہ کرتا تو اللہ تعالیٰ تمہیں مجھ پر قدرت نہ دیتا'' (3)۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَہۡدِی الۡقَوۡمَ الۡکٰفِرِیۡنَ اے محبوب! آپ کی ذمہ داری اور فرض منصبی یہ ہے کہ آپ اللہ کا پیغام پہنچاتے رہیں۔ ہدایت اور گمراہی اس کے قبضہ اختیار میں ہے۔ جسے چاہے ہدایت سے نوازے اور جسے چاہے گمراہ کر دے جیسا کہ فرمایا: ''لَیۡسَ عَلَیۡکَ ہُدٰىہُمۡ وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ یَہۡدِیۡ مَنۡ یَّشَآءُ'' (البقرۃ: 272) ''نہیں ہے آپ کے ذمہ ان کو سیدھی راہ پر چلانا ہاں اللہ سیدھی راہ پر چلاتا ہے جسے چاہتا ہے''۔ اور فرمایا: فَاِنَّمَا عَلَیۡکَ الۡبَلٰغُ وَ عَلَیۡنَا الۡحِسَابُ (الرعد: 40) ''سو آپ پر صرف تبلیغ فرض ہے اور یہ ہمارے ذمہ ہے کہ (ان سے) حساب لیں''۔

قُلۡ یٰۤاَہۡلَ الۡکِتٰبِ لَسۡتُمۡ عَلٰی شَیۡءٍ حَتّٰی تُقِیۡمُوا التَّوۡرٰىۃَ وَ الۡاِنۡجِیۡلَ وَ مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکُمۡ مِّنۡ
رَّبِّکُمۡ ؕ وَ لَیَزِیۡدَنَّ کَثِیۡرًا مِّنۡہُمۡ مَّاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکَ مِنۡ رَّبِّکَ طُغۡیَانًا وَّ کُفۡرًا ۚ فَلَا تَاۡسَ عَلَی
الۡقَوۡمِ الۡکٰفِرِیۡنَ ﴿۶۸﴾ اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ الَّذِیۡنَ ہَادُوۡا وَ الصّٰبِـُٔوۡنَ وَ النَّصٰرٰی مَنۡ اٰمَنَ
بِاللّٰہِ وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ﴿۶۹﴾

''آپ فرمائیے اے اہل کتاب! نہیں ہو تم کسی چیز پر (ہدایت سے) یہاں تک کہ (عمل سے) قائم کرو تورات اور انجیل کو اور جو اتارا گیا تمہاری طرف تمہارے رب کی جانب سے اور ضرور بڑھا دے گا اکثر کو ان میں سے جو نازل کیا گیا آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے سرکشی اور انکار میں، پس آپ نہ افسوس کریں قوم کفار پر۔ بے شک جو لوگ ایمان لائے

1۔ فتح الباری، کتاب المغازی، جلد 7، صفحہ 326، صحیح مسلم، کتاب الفضائل، صفحہ 1786
2۔ رواہ ابوبکر بن مردویہ
3۔ مسند احمد، جلد 3، صفحہ 471